جماعت احمدیہ کی ترقی اور مولوی ثناء اللہ صاحب

(فرمودہ ۲۹- دسمبر ۱۹۳۳ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

چونکہ احباب میں سے بہت سے اس گاڑی میں جانے والے ہوں گے جو ساڑھے تین بجے یہاں سے روانہ ہوتی ہے' اس لئے میں جمعہ کی نماز کے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ عصر کی نماز بھی جمع کرادوں گا تا دوستوں کو جانے کیلئے وقت مل سکے- اسی طرح خطبہ بھی مَیں صرف چند منٹ ہی کہنا چاہتا ہوں تا دوستوں کی روانگی میں کوئی نقص واقع نہ ہو- اور یوں بھی میرے گلے میں چونکہ تکلیف ہے اس لئے زیادہ بلند آواز سے اور زیادہ دیر تک بولنا میرے لئے مشکل ہے-

جس مضمون کے متعلق مَیں اس وقت کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں وہ ہے تو ایک اہم مضمون لیکن اس وقت میں اس کے متعلق صرف ایک دو مختصر باتیں ہی کہنا چاہتا ہوں- کیونکہ اس کے متعلق ہمارے سلسلہ میں کافی لٹریچر موجود ہے- اور خود میں بھی ایک کتاب میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کرچکا ہوں- اس کے متعلق اب تحریک مجھے اس لئے ہوئی کہ کل جو مَیں جلسہ میں شمولیت کیلئے گھر سے نکلا تو اُسی وقت کے قریب ڈاک آئی تھی- اُس ڈاک میں مجھے ایک اشتہار ملا جو مولوی ثناء اللہ صاحب کا تھا- اُس میں انہوں نے افسوس ظاہر کیا تھا کہ احمدیہ جماعت کی ترقی کے راستہ میں صرف ایک ہی روک ہے اور وہ میرا وجود ہے- میں بارہا مولوی محمد علی صاحب کو بھی توجہ دلاچکا ہوں اور میاں محمود احمد صاحب کو بھی کہ وہ اس

روک کو دور کرنے کی طرف توجہ کریں اور جماعت احمدیہ کے ماتھے پر جو یہ داغ لگا ہوا ہے اسے مٹائیں مگر باوجود اس کے کہ میں بار بار انہیں توجہ دلانے کی کوشش کرتا رہا ہوں' انہوں نے اس داغ کو مٹایا نہیں- اور نہ سلسلہ احمدیہ کی ترقی میں جو روک واقع ہو رہی ہے اسے دور کیا ہے- میرا منشاء تھا کہ میں دو چار منٹ میں جلسہ سالانہ میں تقریر کے موقع پر اس امر کے متعلق بھی کچھ بیان کردوں گا- لیکن یہ دیکھتے ہوئے کہ اصلی مضمون ادھورا رہ جائے گا- یہ اور اس طرح کے کئی دوسرے نوٹ نظرانداز کردیئے-

آج جمعہ کیلئے آتے ہوئے مجھے خیال آیا کہ پانچ سات منٹ میں مَیں اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کردوں تا مولوی ثناء اللہ صاحب کو شکوہ نہ رہ جائے- اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ میری بات کا جواب نہیں دیا گیا- پہلی بات تو اشتہار سے یہ ظاہر ہو رہی ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو فکر ہے کہ جماعت احمدیہ کی ترقی کے راستہ میں وہ روک بن رہے ہیں- مگر مولوی صاحب کو سلسلہ کی ترقی کے متعلق جتنا فکر ہونا چاہیئے وہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے- اگر واقعہ میں ان کا وجود ہمارے راستہ میں روک بنا ہوا ہوتا تو وہ بحث کی طرف آتے ہی کیوں' خاموش بیٹھے رہتے- لیکن ان کا بحث کی طرف آنا بتاتا ہے کہ ان کا یہ خیال غلط ہے- مجھے ان کا یہ اشتہار پڑھ کر وہی لطیفہ یاد آگیا جو کسی نے مجازی رنگ میں جانوروں کے منہ سے بیان کیا ہے- کہتے ہیں کہ کوئی گیدڑ تھا اس نے ایک دفعہ تمام گیدڑوں کو جمع کیا- اور کہا ہم پر جو مصیبت آتی ہے وہ محض دُم کی وجہ سے آتی ہے- جب ہم کسی جھاڑی میں چُھپے ہوئے ہوں تو دُم باہر نکلی رہتی ہے- اور یوں بھی ہمیں دُم سے پکڑا جاسکتا ہے- پس چونکہ ہم تمام گیدڑوں پر دُم کی وجہ سے مصیبتیں اُترتی ہیں اس لئے میں قومی ترقی و حفاظت کیلئے تجویز پیش کرتا ہوں کہ ہمیں اپنی دُمیں کٹا دینی چاہئیں- نوجوان گیدڑ تو جیسے آج کل کے نوجوان کانگرس کی ہر تحریک پر نعرے لگانے شروع کردیتے ہیں بڑے جوش سے آگے بڑھے اور انہوں نے کہا- آپ ہمارے قومی لیڈر ہیں اور آپ کی تجویز نہایت ہی مفید ہے- ہماری بھی یہی رائے ہیں کہ ہم اپنی دُمیں کٹوادیں- لیکن ایک بڈھا گیدڑ اُٹھا اور اس نے کہا جناب نے جو کچھ فرمایا وہ درست اور بجا ہے- لیکن آپ ذرا اپنی پیٹھ تو پھیریں اگر آپ کی دُم موجود ہے تو آپ کا حکم سر آنکھوں پر- لیکن اگر آپ کی دُم کٹی ہوئی ہے تو آپ کی تجویز کا ایک ہی مطلب ہے اور وہ یہ کہ آپ محض اپنی ندامت کو دور کرنے کیلئے ہماری دُمیں بھی کٹوانا چاہتے ہیں- بھلا کونسا

معقول انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہ فکر لگا ہوا ہے کہ سلسلہ احمدیہ کی ترقی کیوں نہیں ہوتی۔ صاف بات ہے کہ انہیں ہمارے نہیں بلکہ اپنے وقار کو قائم رکھنے کی فکر ہے۔ جس کے متعلق وہ دیکھ رہے ہیں کہ وہ روز بروز کم ہوتا جارہا ہے۔ اگر ان کا وجود ہمارے راستہ میں روک ہوتا تو ہمیں چاہیئے تھا کہ ہم جاجاکر انہیں چھیڑتے۔ لیکن ان کا وجود تو ہمارے لئے روک ہے ہی نہیں۔ آج کا نظارہ ہی دیکھ لو۔ کیا یہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے روک بنے ہونے کا ثبوت ہے یا اس بات کا کہ وہ ہماری ترقی کے راستہ میں ذرہ بھر بھی رُکاوٹ کا موجب نہیں۔ اسی سال کے جلسہ سالانہ پر بیعت اِس وقت تک ساڑھے چھ سَو سے زائد ہوچکی ہے۔ جس میں مجسٹریٹ، دوسرے سرکاری افسر، گریجویٹ اور بڑے بڑے زمینداروں کی ایک معقول تعداد شامل ہے اور ابھی بہت سے لوگ قادیان میں موجود ہیں۔ تعجب نہیں کہ بیعت کرنے والوں کی تعداد سات سَو سے اوپر ہوجائے۔ پس جبکہ ہمیں ہر روز خداتعالیٰ کے فضل سے ترقی حاصل ہورہی ہے تو ہم کیونکر یہ تسلیم کرسکتے ہیں کہ مولوی ثناءاللہ صاحب کا وجود ہمارے راستہ میں روک بنا ہوا ہے۔ روک تب ہوتا اگر ہماری تعداد پہلے دس ہزار تھی تو ہم نَو ہزار رہ جاتے۔ تب ہمیں فکر ہوتا کہ ہمارے راستہ میں مولوی ثناءاللہ صاحب کی وجہ سے جو روک واقع ہے، اسے دور کرنا چاہیئے۔ لیکن ہمیں تو کوئی فکر نہیں۔ اور مولوی ثناءاللہ صاحب اشتہار پر اشتہار شائع کر رہے ہیں کہ میری وجہ سے جماعت احمدیہ کی ترقی میں روک واقع ہورہی ہے، اسے دور کرو۔ دراصل ان اشتہاروں سے مولوی ثناءاللہ صاحب کامقصد یہ ہے کہ وہ لوگوں پر یہ ظاہر کریں کہ جماعت احمدیہ کی ترقی کے راستہ میں جتنا میرا وجود روک ہے اور کوئی مخالف مولوی اتنی روک نہیں۔ پس یہ اشتہار ہمارے خلاف نہیں ہے بلکہ اس میں دوسرے مخالف مولویوں کی تضحیک و تذلیل کی گئی ہے اور انہیں یہ جتانا مراد ہے کہ صرف میں ہی جماعت احمدیہ کا کامیاب مخالف ہوں۔ تمہاری میرے مقابلہ میں حیثیت ہی کیا ہے؟ حالانکہ اگر وہ یہاں آکر دیکھیں تو انہیں معلوم ہو کہ ان کا وجود ہمارے لئے ذرہ بھر روک نہیں بلکہ ترقی کا موجب بنا ہوا ہے۔

پھر جو مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائے مباہلہ پر بحث کرنے کیلئے چیلنج دیتا رہتا ہوں لیکن مجھے مخاطب نہیں کیا جاتا۔ اس کی وجہ بھی مَیں بتادیتا ہوں۔ انہیں مخاطب نہ کرنے کی وجہ تو یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے۔ اَعْرِضْ عَنِ الْجَاھِلِیْنَ[1] یعنی جاہلوں سے اعراض کرو۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے اخبار میں یہ اقرار کرچکے ہیں کہ وہ جاہل ہیں۔ اس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مولوی ثناء اللہ کے متعلق دُعائے مُباہلہ شائع کی اور اس کے نیچے لکھا کہ:-

"میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔"

تو مولوی صاحب نے اس کا جواب یہ دیا کہ

"یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کرسکتا ہے"[2]

جس کا مطلب ان کے نزدیک یہ تھا کہ جاہل ہی اس دعا کو منظور کرسکتا اور اسے معیارِ صدق قرار دے سکتا ہے۔ مگر اب جو وہ اس کے متعلق بحث کرتے اور اسی دعا کو معیارِ صدق قرار دیتے ہیں تو گویا اپنے فیصلہ کے ماتحت جاہل بنتے ہیں۔ اور قرآن مجید میں آتا ہے اَعْرِضْ عَنِ الْجَاھِلِیْنَ یعنی جاہلوں سے اعراض کرو۔ اس لئے ہم ان سے اعراض کرتے ہیں۔ ہمارا انہیں مخاطب نہ کرنے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ جتنی دیر زندہ ہیں' اپنے فیصلہ کے مطابق مسیلمہ کذاب بن رہے ہیں۔ وجہ یہ کہ اُس وقت ان کے اخبار میں یہ بھی شائع ہوا تھا کہ:-

"آنحضرت ﷺ باوجود سچا نبی ہونے کے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے۔ مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق سے پیچھے مرا۔"[3]

اس طرح لکھا تھا

"خداتعالیٰ جھوٹے' دغاباز' مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کرلیں۔"[4]

پس مولوی صاحب کا طریقِ فیصلہ یہ تھا کہ سچا فوت ہوجائے اور جو جھوٹا اور مسیلمہ کذاب کا بھائی ہو' وہ زندہ رہے۔ اس معیار کے ماتحت جب مولوی ثناء اللہ صاحب زندہ ہیں تو ہمیں ان سے اس بارے میں جھگڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو جتنی دیر زندہ ہیں' اتنا ہی زیادہ اپنے آپ کو مسیلمہ کذّاب ثابت کر رہے ہیں۔ پس ہمارے پاس ان کو اس معاملہ میں مخاطب نہ کرنے کی دو وجہیں ہیں۔ اول تو یہ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقِ فیصلہ کے متعلق لکھا تھا کہ اسے کوئی دانا منظور نہیں کرسکتا۔ لیکن وہ اب

اسے تسلیم شدہ قرار دے کر جاہل بن گئے ہیں۔ اور جاہل سے بولنا ہمیں منظور نہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کی زندگی ان کے اخبار کے مسلّمہ اصول کے مطابق مسیلمہ کذاب کی سی زندگی ہے اور جبکہ وہ اس زندگی میں سے گزر رہے ہیں تو ہم یہ کیوں کہیں کہ ان کی یہ زندگی چھوٹی ہو کر ان کے گناہوں کی لڑی چھوٹی ہو جائے۔ باقی ہمارے لئے خدا تعالیٰ کا فیصلہ کافی ہے جو ہر روز ظاہر ہو رہا ہے اور جسے ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی تھی کہ خدایا! سچے اور جھوٹے میں فیصلہ کر۔ ہم دیکھتے ہیں خدا تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہر روز ظاہر ہو رہا ہے۔ اور کوئی سورج ہم پر ایسا نہیں چڑھتا جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں پہلے سے زیادہ ترقی حاصل نہ ہوتی ہو۔ آج تک میں نے اپنی خلافت میں ایک دن بھی ایسا نہیں دیکھا جس میں کسی نہ کسی نے بیعت نہ کی ہو۔ پس جبکہ ہر روز سلسلہ احمدیہ ترقی کر رہا ہے۔ ہر روز سلسلہ کی عظمت اور اس کی ہیبت میں اضافہ ہو رہا ہے اور جب کہ ہر روز مولوی ثناء اللہ صاحب کی عزت میں کمی آ رہی ہے اور انہیں اشتہار پر اشتہار دے کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ رکھنا پڑتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کا یہی فیصلہ لوگوں کو یہ بتانے کے لئے کافی ہے کہ صداقت کس طرف ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیشہ لافیں مارتے رہتے ہیں کہ انہی کا وجود ہمارے سلسلہ کی ترقی میں روک بن رہا ہے۔ حالانکہ ان کی جو کچھ قدر و منزلت لوگوں کے دلوں میں ہے وہ اسی سے ظاہر ہے کہ ان کے اپنے ساتھیوں نے ان پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ غیروں کا فتویٰ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اپنوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ پھر اُنہیں مکہ والوں پر بڑا ناز تھا۔ وہاں سے بھی ان پر کفر کا فتویٰ لگ کر آیا۔ پھر ایک زمانہ تھا کہ وہی اکیلے اہلحدیثوں میں کرتا دھرتا مانے جاتے تھے مگر پھر وہ وقت بھی آگیا کہ انہیں گرانے اور ذلیل کرنے کے لئے ایک ریٹائرڈ پٹواری یا اسی قسم کے عہدہ کے آدمی کو جن کو علمِ حدیث میں کوئی خاص ملکہ بھی حاصل نہ تھا' اہلحدیث کا امیر بنا دیا گیا۔ یہ رُسوائی ہے جو مولوی ثناء اللہ صاحب کے حصہ میں آئی اور آ رہی ہے' اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھو۔ جس زمانہ میں آپ فوت ہوئے۔ اس کا مقابلہ موجودہ زمانہ سے کرو۔ کتنا عظیم الشان فرق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے قریب جو جلسہ سالانہ ہوا' اس میں سات سَو افراد شامل ہوئے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر اس قدر خوش ہوئے

تھے کہ آپ گھر میں آکر دیر تک اس کا ذکر کرتے رہے- اور فرمانے لگے اب تو خدا تعالیٰ کی نصرت یَدْ خُلُوْ نَ فِیْ دِ یْنِ اللّٰہِ اَ فْوَ اجًا ؎ کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہے- تو کُجا یہ کہ جلسہ سالانہ پر سات سَو احباب آئے تو اسے بڑی کامیابی سمجھا گیا- اور کُجا یہ کہ اب بیس ہزار کے قریب لوگ آتے ہیں- اور سات سَو کے قریب نئے لوگ اس موقع پر بیعت کرتے ہیں- اور سال میں تو پانچ چھ ہزار یا زیادہ لوگ بیعت میں شامل ہوتے ہیں- یہ ترقی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مولوی ثناءاللہ صاحب کے متعلق دعا کی موجودگی میں بلکہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی موجودگی میں حاصل ہو رہی ہے- اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہمارے حق میں ہے- ہم ہر روز ترقی کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ترقی اب اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ سے بھی اگر ذکر ہو تو وہ یہی کہے گا کہ ہم کمزور ہیں- لوگوں کی مخالفت سے ڈر آتا ہے ورنہ ہمیں احمدیت کے قبول کرنے میں کوئی عذر نہیں- اس کے مقابلہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق تعلیم یافتہ طبقہ سے پوچھو' دلوں میں سب نفرت ہی کرتے ہوں گے گو ظاہراً کچھ عزت بھی کریں- پس جب اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہمارے حق میں ہے تو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہم انہیں چھیڑیں- ہاں جب وہ خود چھیڑتے ہیں تو ہم جواب بھی دے دیتے ہیں- مجھے پہلے کبھی ان کا اشتہار نہیں ملا- اس دفعہ ملا تھا سو میں نے جواب دے دیا- لیکن اگر وہ اپنی باتوں پر مصر ہیں تو اب بھی ان کیلئے موقع ہے- اور اگر ایک ذرہ بھی ان میں تخم دیانت کا باقی ہے تو میں اعلان کرتا ہوں کہ وہ اپنے اخبار میں شائع کردیں کہ میں مرزا صاحب کو مفتری' کذّاب اور دجّال خیال کرتا ہوں اور قسم کھاکر کہتا ہوں کہ میں نے مرزا صاحب کا شائع کیا ہوا طریقِ مقابلہ تسلیم کرلیا تھا اور اس کو صداقت کے پرکھنے کا معیار اُس وقت بھی سمجھتا تھا اور اب بھی سمجھتا ہوں- اور یقین رکھتا ہوں کہ مرزا صاحب میرے مقابلہ کی وجہ سے ہلاک ہوئے- اے خدا! اگر میں اس دعویٰ میں جھوٹا اور کاذب ہوں تو مجھے اپنے عذاب سے ہلاک کردے- اس دعا کے شائع کرنے کے بعد اگر قریب ترین عرصہ میں وہ اللہ تعالیٰ کی لعنت میں گرفتار نہ ہوجائیں اور خدا تعالیٰ کی قہری تجلیات کا نشانہ نہ بن جائیں تو وہ بے شک اپنے آپ کو سچا سمجھیں- لیکن یہ دعا شائع کرنے کی آج بھی ان میں جرأت نہیں ہوگی- وہ بہانے بنائیں گے بچنے کیلئے کئی طریق سوچیں گے لیکن اس صاف اور سیدھے راستہ کی طرف نہیں آئیں گے کیونکہ باوجود اس کے کہ وہ اس طریقِ فیصلہ

کو رد کر چکے تھے- اور اسے سچائی کے پرکھنے کا ذریعہ تسلیم نہ کرتے ہوئے بعد میں زندہ رہنے والے کو مسیلمہ کے مشابہہ قرار دیتے تھے' وہ اب اس فیصلہ کو اپنی سچائی کی علامت قرار دے کر مسیلمہ ہونے کا عملی ثبوت دے رہے ہیں- بہرحال ان کیلئے دروازہ کھلا ہے- وہ اب اعلان کردیں کہ ان کے عقیدہ میں اس وقت بھی یہ معیار درست تھا اور اب بھی درست ہے- اور یہ کہ اسی دعا کی وجہ سے مرزا صاحب فوت ہوئے ہیں- اور یہ کہ وہ مولوی صاحب کے عقیدہ کی رو سے مفتری اور کذّاب تھے- اور اگر میں اس دعا میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خداتعالیٰ کی لعنت کی مار پڑے- پھر اگر اس دعا کے شائع ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی گرفت سے وہ بچے رہیں اور ان کی ذلّت و رُسوائی کے زیادہ سے زیادہ سامان نہ ہوجائیں تو وہ جتنا چاہیں خوش ہوں لیکن اگر خدا کا نشان ظاہر ہوجائے تو عقلمندوں پر واضح ہوجائے گا کہ کون ہے جو خدا کے نزدیک راہِ راست پر ہے- دورُخی سے کام نہیں چلتا- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے کہ "فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے"[۶] - یہی تلوار ہے جو ہر میدان میں آپ کی جماعت کو کامیاب کررہی ہے- یہ دو دو صفحوں کے اشتہار کیا حیثیت رکھتے ہیں- انہیں تو ایک بچہ بھی اپنی اُنگلی سے پھاڑ سکتا ہے-

پس اگر مولوی ثناء اللہ صاحب چاہتے ہیں کہ انہیں ان کی کھوئی ہوئی عزت پھر واپس ملے اور مسیلمہ کذّاب کا نام ان سے دور ہوجائے تو اس کی ایک ہی صورت ہے- اور وہ یہ کہ وہ اپنے اخبار میں اس قسم کا اعلان کردیں- مگر وہ ایسا کبھی نہیں کریں گے- کیونکہ ان کی یہ دیرینہ عادت ہے کہ وہ کبھی صحیح طریقِ فیصلہ کو اختیار نہیں کیا کرتے- اور ہمارے مقابلہ سے ہمیشہ کنّی کتراتے ہیں- اس کے بعد میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ جاتے وقت سفر میں دعائیں کریں- خواہ دوست آج جانے والے ہوں یا کل یا اِس کے بعد جانے والے ہوں- بہرحال وہ دعائیں کریں- سفر میں بھی اور حضر میں بھی کہ جو نور وہ یہاں سے لے جارہے ہیں اور جو پیالہ اِس جگہ سے پی رہے ہیں' اس نور سے وہ دوسروں کو بھی مستفیض کریں- اور وہ پیالہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی پلائیں- پھر اپنے لئے' اپنے عزیزوں رشتہ داروں اور دوستوں کیلئے دعائیں کریں- ان مبلغین کیلئے دعائیں کریں جو سلسلہ کی تبلیغ میں مصروف ہیں- ان لوگوں کیلئے دعائیں کریں جو ہمارے سلسلہ کی طرف متوجہ ہیں- اور ان لوگوں کیلئے بھی جنہیں ابھی تک توجہ نہیں تا اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی نصرت نازل ہو- اور ہم

اپنی آنکھوں سے اس کے فضلوں کے کرشمے اور اس کی رحمتوں کے نظارے دیکھ لیں۔

(الفضل ۴ - جنوری ۱۹۳۳ء)

۱؎ الاعراف:۲۰۰

۲؎ اہلحدیث (رسالہ) ۲۶- اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۶

۳؎ مرقع قادیانی بابت اگست ۱۹۰۰ء صفحہ ۹

۴؎ رسالہ اہلحدیث ۲۶ - اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۴ حاشیہ

۵؎ النصر:۳

۶؎ تذکرہ صفحہ ۶۲۰- ایڈیشن چہارم